بَیع عِینَہ وشِرَاء مَابَاعَ سے متعلق مسائل

مفتی وزیر احمد

جامعہ ضیائے مدینہ لیہ

بعہدِ حاضر مختلف وجوہات کی بناپر فروختہ اشیاء کے ثمن وصول کرنے سے قبل مشتری سے خود بائع کا بیچی ہوئی چیزیں خریدنے کا عمل تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ بیشتر ایسے واقعات مبیع فروختہ قیمت سے کم پر خریدنے [illegible] شنید میں آتے ہیں۔ قرض دینے کی نیکی سے کترانے والے سودخوروں نے ایک تو یہ حیلہ [illegible] وں کو مہنگے دام قرض پر مبیع فروخت کرتے ہیں، پھر اسی لمحہ میں نقد ثمن [illegible] اور مستقرض اپنے مابین شخصِ ثالث ڈال کر مذکورہ معاملہ [illegible] مبیع بائع کو کم قیمت [illegible] بیچ دیتا ہے۔

[illegible] لئے ڈبہ سے ایک لمحہ [illegible] نی پڑ جائے تو یہ امر محال [illegible] عیوب ونقائص سے فقط [illegible] ئے۔ غرضیکہ دنیا پرست [illegible] اس لئے ضروری ہے [illegible] نے کا جواز مطلقاً ہے

[illegible] جائے۔

[illegible] ں۔

[illegible] واپس خریدی۔

☆ [illegible] ک والغلو.

۳۔مبیع جس ثمن کے عوض فروخت کی تھی ،خریدتے وقت جنسِ ثمن اول کے علاوہ کسی اور چیز کوثمن ٹھہرایا خواہ ثمن کی مالیت بیع اول کے وقت طے کئے جانے والے ثمن کی مالیت سے زاید ہو یا مساوی،کم۔

۴۔ادھارخریدہ اشیاء بائع کوخریدہ قیمت سے اس لئے کم قیمت پرفروخت کی گئیں کہ اُن میں عیب اورنقص پیدا ہو چکا تھا۔

۵۔بائع نے مبیع شخصِ ثالث کے واسطہ سے خریدی خواہ ثمن اول اورثمن ثانی کے مابین جس قدر ہی تفاوت ہو۔

۶۔ایک سال کی میعاد پرمبیع ادھار پرفروخت کی مگرواپس دوسال کی میعاد پر ادھارخریدی۔

۷۔قرض پرخریدہ چیز بائع کواصلی ثمن سے اس لئے کم ثمن کے عوض فروخت کی گئی چونکہ بازاراورمنڈی میں اسکی قیمت اور بھاؤ بہت کم ہوگیا ہے۔

۸۔قرض خواہ سود سے بچنے کے لئے قرض دارکومہنگے دام ایک چیزفروخت کرے،پھراس سے سستے دام خریدلے۔

مقدم الذکر پانچوں صورتیں بالاتفاق جائز ہیں اورمؤخرالذکرصورت مختلف فیہ ہے۔امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایسی بیع فاسد ہے،امام مالک ، امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ فرماتے ہیں ایساعقد باطل ہے،جبکہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی بیع مکروہ ہے۔البتہ امام شافعی اورامام ابو یوسف رحمہما اللہ جواز کے قائل ہیں۔

فقہاء کرام کے ذکرکردہ اصول وامثال کے مطابق آخری صورت پربیع عینہ کااطلاق صحیح ودرست ہےاوربیع عینہ کی ممانعت ہے،اورشراء ماباع باقل مماباع قبل نقدالثمن کے ذیل میں آنے کی وجہ سے عقدفاسد ہے۔ششم اورہفتم صورت بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نادرست ہے۔

امثال بیع عینہ،شراء ماباع باقل مماباع قبل نقدالثمن۔

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بَیْعُ الْعِیْنَۃِ اَن یَسْتَقْرِضَ مِنْ تَاجِرٍعَشْرَۃً فَیَتَابَی عَلَیْہِ وَیَبِیْعَ مِنْہُ ثَوْبًا یُسَاوِیْ

عَشَرَةً بِخَمْسَةَ عَشَرَةَ مَثَلاً رَغْبَةً فِی نَیْلِ الزِّیَادَةِ یَبِیْعُهُ الْمُسْتَقْرِضُ بِعَشَرَةٍ وَیَتَحَمَّلَ عَلَیْهِ خَمْسَةً سُمِّیَ بَهٖ لِمَافِیْهِ مِنَ الاِعْرَاضِ عَنِ الدَّیْنِ اِلَی الْعَیْنِ وَهُوَمَکْرُوْهٌ

بیع عینہ (اسے کہتے ہیں مثلاً) ایک شخص کسی تاجر سے دس روپے قرض مانگے وہ قرض دینے سے انکار کردے اور اسکو دس روپے کا کپڑا پندرہ روپے میں فروخت کردے تاکہ وہ شخص اس تاجر کو دس روپے میں فروخت کردے اور وہ اس سے پانچ روپے زیادہ حاصل کرے، اس کو بیع عینہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں دین سے عین کی طرف اعراض ہے اور یہ بیع مکروہ ہے۔

(ہدایہ،۳/۱۲۹، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ جلال الدین خوارزمی بیع عینہ کی ایک یہ صورت بھی لکھتے ہیں:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ صَوَّرَ لِلْعِیْنَةِ صُوْرَةً اُخْرَی وَهُوَ اَنْ یَجْعَلَ الْمُقْرِضُ وَالْمُسْتَقْرِضُ بَیْنَهُمَا ثَالِثًا فِی الصُّوْرَةِ الَّتِی ذَکَرَهَافِی الْکِتَابِ فَیَبِیْعُ صَاحِبُ الثَّوْبِ الثَّوْبَ فَاثْنَی عَشَرَ مِنَ الْمُسْتَقْرِضِ ثُمَّ اَنَّ الْمُسْتَقْرِضَ یَبِیْعُهُ مِنَ الثَّالِثِ بِعَشْرَةٍ وَیُسَلِّمُ الثَّوْبَ اِلَیْهِ ثُمَّ یَبِیْعُ الثَّالِثُ مِنَ الْمُقْرِضِ بِعَشْرَةٍ وَیَاخُذُ مِنْهُ عَشْرَةً وَیَدْفَعُهُ اِلَی الْمُسْتَقْرِضِ فَتَنْدَفِعُ حَاجَتَهُ، وَاِنَّمَا تَوَسَّطَا بِثَالِثٍ اِحْتِرَازًاعَنْ شِرَاءِ مَابَاعَ بِاَقَلَّ مِمَّا بَاعَ قَبْلَ نَقْدِ الثَّمَنِ، وَمِنْهُم مَنْ صَوَّرَ بِغَیْرِ ذٰلِکَ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ اِخْتَرَعَهُ اَکَلَةُ الرِّبَا،....

قرض خواہ اور قرض دار اپنے درمیان ایک تیسرے آدمی کو قائم کریں۔ جس کی صورت یوں بنے گی۔،، مقرض مستقرض کو بارہ درہم کے عوض ادھار کپڑا فروخت کرے، پھر قرض دار اس تیسرے آدمی کو دس درہم کے عوض کپڑا بیچ دے اور اسے سپرد کردے۔ پھر شخص ثالث وہ کپڑا قرض خواہ کو دس درہم کے عوض فروخت کردے اور اس سے دس درہم لے کر مستقرض کو دیدے تاکہ وہ اپنی ضرورت پوری کرے۔ قرض خواہ اور قرض دار اپنے درمیان تیسرا آدمی محض اس لیے حائل کرتے ہیں، شراء ماباع باقل مماباع قبل نقد الثمن ،، سے احتراز ممکن ہوجائے۔

علامہ جلال الدین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: مندرجہ صورت کے علاوہ بھی بیع عینہ کی صورتیں ہیں جو کہ مذموم ہیں اور سود خوروں کی گھڑی ہوئی ہیں۔ (کفایہ مع فتح القدیر،۷/۱۹۷، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

عصر حاضر میں بیع عینہ اور شراء ماباع اقل... کی امثال میں بہت تنوع ہے چنانچہ چند ایک ملاحظہ کیجئے۔

۱۔ شوروم پرگاڑیوں کی خریدوفروخت اس طرح کی جاتی ہے کار،ٹریکٹراورموٹرسائیکل وغیرہ ادھار مارکیٹ سے زاید قیمت پرقرض دارکوفروخت کیے جاتے ہیں،پھراسی وقت تیسرے آدمی کے واسطہ کے بغیرنقد قیمت پرخریدلیا جاتا ہے تاکہ تبدیلءجنس سے رباء کے اطلاق سے بچاجاسکے۔

۲۔کبھی فروخت کرنے والے اور خریدار کے درمیان شخص ثالث کوڈال کرسودا کیا جاتا ہے،اورایسے مواقع پربائع اول کہتا ہے کہ میں نے تو تیسرے آدمی سے اپنی فروختہ گاڑی خریدی ہے جسے بیچی تھی اس سے تونہیں خریدی۔

۳۔غلہ کی خریداری کرنے والے صاحبان کبھی غلہ خریدنے کے بعد،اسکی قیمت اداکرنے سے قبل جس آدمی سے غلہ خریدکیا تھا،بھاؤ میں اتاروچڑہاؤ کے باعث اسے فروخت کردیتے ہیں۔نرخ گرانی کی صورت میں خریدہ دام سے مہنگے دام فروخت کرتے ہیں اورارزانی کے وقت کم دام کے عوض بیچتے ہیں،نفع اورگھاٹانقدی رقم کے لین دین سے کیا جاتا ہے۔

۴۔لیپ ٹاپ،موبائل فون یا کوئی اور چیزبازار سے ادھارخریدنے کے بعداگراُسی دوکاندارکوواپس کرنی چاہیں تووہ کم قیمت پرخریدنے کے لیے بخوشی تیارہوجائے گا،فروختہ قیمت پرکبھی نہیں لے گا ،اگرچہ مبیع میں سرموبھی فرق وتبدیلی نہ آئی ہو۔

بیع عینہ کے عدمِ جوازپراحادیث،آثارصحابہ۔

حضرت ابن عمررضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَاتَبَایَعْتُمْ بِالْعِیْنَۃِوَاَخَذْتُمْ اَذْنَابَ الْبَقْرِ وَرَضِیْتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَکْتُمُ الْجِھَادَ سَلَّطَ اللّٰہُ عَلَیْکُم ذُلًّا لَایَنْزِعُہُ حَتّٰی تَرْجِعُوْااِلَی دِیْنِکُمْ

جب تم بیع عینہ کروگے اور بیلوں کی دُمیں پکڑکر زراعت پرراضی ہوجاؤ گے اورجہاد چھوڑدو گے تواللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کردیگا اوراس کواسوقت تک دورنہیں کریگا جب تک تم اپنے دین کی طرف رجوع نہیں کروگے۔(ابوداؤد،رقم الحدیث،۳۴۶۲،دارالمعرفۃ بیروت لبنان)

اِنّ اِمْرَاَۃً جاءَتْ اِلَی سَیِّدَتِنَاعَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا وَقَالَتْ اِنِّی اِبْتَعْتُ خَادِماً مِنْ زَیْدِبْنِ اَرْقَمَ بِثَمَانِمَائَۃٍ،ثُمّ بِعْتُھَا مِنْہُ بِسِتِّمِائَۃٍ فَقَالَتْ سَیِّدَتُنَا عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا:بِئْسَ مَاشَرَیْتِ وَبِئْس مَااشْتَرَیْتِ،اَبْلِغِی زَیْدًااَنّ اللّٰہَ تَعَالَیٰ قَدْاَبْطَلَ جِھَادَہٗ مَعَ

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ لَمْ یَتُبْ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک خاتون آکر کے عرض کیا(اے ام المومنین)!میری ایک لونڈی تھی، میں نے اسے آٹھ سو درہم کے عوض زید بن ارقم کو بیچ دیا ہے۔ جب انہیں،،سرکاری،،عطیہ ملے گا تو وہ مجھے رقم دیں گے۔اب انہوں نے اس لونڈی کو فروخت کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ چنانچہ میں وہ لونڈی ان سے چھ سو درہم نقد پر خرید لی ہے۔،،انہوں نے فرمایا:تو نے بہت برا سودا کیا۔زید بن ارقم کو یہ پیغام دے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اپنے جہاد کو رائیگاں کر دیا ہے۔الا یہ کہ وہ توبہ کرلیں۔ (بدائع الصنائع ۴/۴۲۷،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

استدلال۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ (وَوَجْہُ)الْاِسْتِدْلَالِ بِہٖ مِنْ وَجْھَیْنِ

حدیث مذکورہ سے بائع کو ایسی مبیع خریدنے کے عدم جواز کا استدلال دو وجہ سے ہے۔

وجہ اول:

اَحَدُھُمَا:اَنَّھَا اَلْحَقَتْ بِزَیْدٍوَعِیْدًا لَایُوْقَفُ عَلَیْہِ بِالرَّاْیِ،وَھُوَبُطْلَانُ الطَّاعَۃِبِمَاسِوَی الرِّدَّۃِ فَالظَّاھِرُ اَنَّھَاقَالَتْہُ سَمَاعًا مِنْ رَسُوْ لِ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا یَلْتَحِقُ الْوَعِیْدُ اِلَّابِمُبَاشَرَۃِ الْمَعْصِیَۃِ،فَدَلَّ عَلَی فَسَادِ الْبَیْعِ.لِاَنَّ الْبَیْعَ الْفَاسِدَ مَعْصِیَۃٌ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے زید بن ارقم کے لیے وعید ارشاد فرمائی(کہ اگر اس نے اس سے توبہ نہ کی تو اس کا جہاد اور حج ضائع ہو جائیں گے)۔حالانکہ طاعت وعبادت کا بطلان ماسوائے ارتداد کے محض عقل ورائے سے معلوم نہیں ہوسکتا۔تو پھر واضح ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا نے جو کچھ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی فرمایا۔اور وعید معصیت کے ارتکاب کے بغیر لاحق نہیں ہوتی۔(تو ایسی بیع پر وعید کا ورود)فساد بیع پر دلالت کرتا ہے کیونکہ بیع فاسد معصیت ہے۔

وجہ ثانی:

وَالثَّانِی:اَنَّھَا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا سَمَّتْ ذٰلِکَ بَیْعَ سُوْءٍ وَشِرَاءَ سُوْءٍ،وَالْفَاسِدُ

هُوَالَّذِیْ یُوْصَفُ بِذَلِکَ لَا الصَّحِیْحُ،وَلاَنَّ فِی هَذَاالْبَیْعِ شُبْهَةَالرِّبَا، لِاَنَّ الثَّمَنَ الثَّانِی یَصِیْرُ قِصَاصًا بِالثَّمَنِ الْاَوَّلِ زِیَادَةٌ لَایُقَابِلُهَا عِوَضٌ فِی عَقْدِ الْمُعَاوَضَةِ،وَهُوَتَفْسِیْرُالرِّبَا،اِلَّااَنَّ الزِّیَادَةَ ثَبَتَتْ بِمَجْمُوْعِ الْعَقْدَیْنِ فَکَانَ الثَّابِتُ بِاَحْدِهِمَا شُبْهَةَالرِّبَا،وَالشُّبْهَةُ فِی هَذَاالْبَابِ مُلْحَقَةٌ بِالْحَقِیْقَةِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسی بیع کو،،بیع سوء،،اور،،شراء سوء،،فرمایا۔اور یہ بات واضح ہے کہ بیع فاسدایسی وصف کے ساتھ موصوف کی جاسکتی ہے نہ کہ بیع صحیح۔ کیونکہ اس بیع میں سود کا شبہ ہے،اورربا کا شبہ اس اعتبار سے ہے کہ ثمنِ ثانی ثمنِ اول کا بدلہ بن جائیگا اور ثمنِ اول (کا بعض حصہ) جس کے مقابلہ میں عقد معاوضہ میں عوض نہیں ہوگا۔ ماسوائے اس بات کے کہ زیادتی عقدین کے مجموعہ سے ثابت ہوگی اورعقدین میں سے ایک سے ثابت ہونے والا شبہ رباہے۔اوراس باب میں شبہ بھی ملحق بالحقیقت ہے۔ (بدائع الصنائع ۴/۴۲۷،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

بیع عینہ اور مذاہب ائمہ اربعہ۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

(وَقَوْلُهُ وَهُوَ مَکْرُوْهٌ)ای عِنْدَ مُحَمَّدٍوبه جزم فی الهدایة قَالَ فِی الْفَتْحِ وَقَالَ اَبُو یُوْسُفَ لَا یَکْرَهُ هَذَاالْبَیْعُ لِاَنَّهُ فَعَلَهُ کَثِیْرٌ مِن الصَّحَابَةِ وَحَمِدُوْ عَلَی ذَلِکَ وَلَمْ یَعُدْ وَمِن الرِّبَا...وَعَنْ اَبِی یُوْسُفَ الْعِیْنَةُ جَائِزَةٌ مَاجُوْرٌ مَنْ عَمِلَ بِهَا کَذَا ...قَالَ مُحَمَّدٌ:هَذَاالْبَیْعُ فِی قَلْبِی کَاَمْثَالِ الْجِبَالِ ذَمِیْمٌ وَقَدْ ذَمَّهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ(اِذَاتَبَایَعْتُمْ بِالْعِیْنَةِ وَاتَّبَعْتُمْ اَذْنَابَ الْبَقَرِ ذَلَلْتُمْ وَظَهَرَعَلَیْکُمْ عَدُوُّکُمْ):اَیْ اِشْتَغَلْتُمْ بِالحَرثِ عَنْ الْجِهَادِ،وَفِی رِوَایَةٍ(سُلِّطَ عَلَیْکُمْ شِرَارُکُمْ فَیَدْعُوْا خِیَارُکُمْ فَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ):وَقِیْلَ اِیَّاکَ وَالْعِیْنَةَ فَاِنَّهَ...

بیع عینہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے اوراور ہدایہ میں اسی پر جزم کیااورفتح القدیر میں کہا۔۔امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرمایا،،یہ بیع عینہ مکروہ نہیں ۔ کیونکہ کثیر صحابہ کرام نے بیع عینہ کی اوراسے سراہانیزسود سے شمار نہ کیا۔۔۔بلکہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بیع عینہ جائز ہےاور جو شخص اس پر عمل کرے گاوہ ماجور ہوگا۔۔۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ بیع میرے دل میں پہاڑوں کی طرح ہے، یہ بیع مذموم ہے جس کو سود خوروں نے گھڑلیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مذمت کی ہے اور فرمایا جب تم بیع عینہ کرو گے، اور بیلوں کی دموں کو پکڑو گے تو ذلیل ہو جاؤ گے اور تم پر تمھارے دشمن غالب آجائیں گے۔ یعنی جب تم کھیتی باڑی میں مشغول ہو جاؤ، جہاد کو چھوڑ دو گے، اور ایک روایت میں ہے تم پر برے لوگ مسلط کر دئے جائیں گے، تمھارے نیک لوگ دعائیں کریں گے اور وہ قبول نہیں ہوں گی، ایک روایت میں ہے بیع عینہ سے بچو کیونکہ اس پر لعنت کی گئی ہے۔ (فتاویٰ شامی: ۴/۲۷۲، ۳۱۰، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

معروف محقق علامہ ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ: هُوَعَقْدٌ فَاسِدٌ اِنْ خَلَامِنْ تَوَسُّطِ شَخْصٍ ثَالِثٍ بَيْنَ الْمَالِكِ الْمُقْرِضِ وَالْمُشْتَرِی الْمُقْتَرِضِ...وَقَالَ اَبُو يُوْسُفَ: هٰذَاالْبَيْعُ صَحِيْحٌ بِلَا كِرَاهَةٍ...وَقَالَ الشَّافِعِيَّةُ وَدَاؤدُ الظَّاهِرِیْ: هٰذَاالْعَقْدُ صَحِيْحٌ مَعَ الْكَرَاهَةِ...وَقَالَ الْمَالِكِيَّةُوَ الْحَنَابَلَةُ: اِنَّ هٰذَاالْعَقْدَ يَقَعُ بَاطِلًا...

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ (بیع عینہ) عقد فاسد ہے اگر قرض دینے والے مالک اور قرض اٹھانے والے خریدار کے درمیان تیسرے آدمی کا واسطہ نہ ہو۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ بیع بلا کراہت صحیح ہے۔ ائمہ شافعیہ اور داؤد الظاہری فرماتے ہیں یہ عقد کراہت کے ساتھ صحیح ہے۔ ائمہ مالکیہ اور حنابلہ رحمھم اللہ فرماتے ہیں یہ عقد باطل ہے۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۴/ ۳۸-۲۳۷؛ مکتبہ رشیدیہ لاہور)

علامہ موصوف بیع عینہ کی بحث سے ماحصل لکھتے ہیں۔

وَالْخُلَاصَةُ: اِنَّ جَمْهُوْرَ الْفُقَهَاءِ غَيْرَالشَّافِعِيَّةِ: قَالُوْابِفَسَادِ هٰذَاالْبَيْعِ وَعَدْمِ صِحَتِهٖ، لِاَنَّهُ ذَرِيْعَةٌ اِلَى الرِّبَا، وَبِهٖ يَتَوَصَّلُ اِلَى اِبَاحَةِ مَانَهَى اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَايَصِحُّ،

خلاصہ یہ ہے۔ ائمہ شافعیہ کے علاوہ جمھور فقھاء یہی فرماتے ہیں کہ یہ بیع فاسد ہے اور صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ سود (خوری) کا ذریعہ ہے۔ اور جس چیز سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے منع فرمایا ہے اسکی اباحت اس کے ذریعہ کی جاتی ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں (جس چیز کو اللہ تعالی حرام فرمایا کسی حیلہ سے اسے حلال سمجھا جائے)۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۴/ ۲۳۹؛ مکتبہ رشیدیہ لاہور)

بیع عینہ،شراء ماباع کی ذیلی وجوہات سے متعلق اقوالِ فقہاء۔

علامہ علاؤالدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بَیْعُ الْعِیْنِ...اِخْتَرَعَهُ اَكَلَةُ الرِّبَاوَهُوَ مَكْرُوْهٌ مَذْمُوْمٌ شَرْعًا لِمَافِیْهِ مِنْ الْاِعْرَاضِ عَنْ مَبَرَّةِ الْاِقْرَاضِ بیع عینہ۔۔۔اسے سودخوروں نے اختراع کیااوروہ شرعی لحاظ سے مکروہ اور مذموم ہے،چونکہ اس سے قرض کی نیکی سے اعراض ہے۔(درمختار مع شامی۔۴؍۳۱۰،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ جلال الدین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ،علامہ شیخ کمال الدین ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھاہے کہ بیع عینہ مکروہ ہےاور یہ سودخوروں کی اختراع ہے۔

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَمَنْ اشْتَرٰی جَارِیَةً بِاَلْفِ دِرْهَمٍ حَالَّةً اَوْ نَسِیْئَةً فَقَبَضَهَا ثُمَّ بَاعَهَا مِنْ الْبَائِعِ بِخَمْسِمِائَةٍ قَبْلَ اَنْ یَنْقُدَالثَّمَنَ الْاَوَّلَ لَایَجُوْزُ الْبَیْعُ الثَّانِی)وَقَالَ الشَّافِعِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ :یَجُوْزُ لِاَنَّ الْمِلْکَ قَدْتَمَّ فِیْهَا بِالْقَبْضِ فَصَارَ الْبَیْعُ مِن الْبَائِعِ وَمِنْ غَیْرِهٖ سَوَاءً وَصَارَ كَمَا لَوْ بَاعَ بِمِثْلِ الثَّمَنِ الْاَوَّلِ .اَوْبِالزِّیَادَةِ اَوْبِالْعَرْضِ.. وَلَنَاقَوْلُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا:لِتِلْکَ الْمَرْاَةِوَقَدْبَاعَتْ بِسِتِّمِائَةٍ بَعْدَمَاشْتَرَتْ بِثَمَانِ مِائَةٍبِئْسَمَاشَرَیْتِ وَاشْتَرَیْتِ،اَبْلِغِیْ زَیْدَبْنَ اَرْقَمَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَبْطَلَ حَجَّهُ وَجِهَادَهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْ لَمْ یَتُبْ .وَلِاَنَّ الثَّمَنَ لَمْ یَدْخُلْ فِی ضَمَانِهٖ فَاِذَا وَصَلَ اِلَیْهِ الْمَبِیْعُ وَوَقَعَتْ الْمُقَاصَّةُ بَقِیَ لَهُ فَضْلُ خَمْسِمِائَةٍ وَذٰلِکَ بِلَا عِوَضٍ بِخِلَافِ مَا اِذَا بَاعَ بِالْعَرْضِ لِاَنَّ الْفَضْلَ اِنَّمَا یَظْهَرُ عِنْدَالْمُجَانَسَةِ :

اگر کسی نے ایک لونڈی ہزار روپیہ کے عوض نقد یا ادھار خریدی،پھر مشتری نے لونڈی پر قبضہ کرلیااورثمن ادا کرنے سے قبل لونڈی بائع کے ہاتھ پانچ سو روپیہ کے عوض فروخت کردی تو دوسری بیع جائز نہیں ہےاورامام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جائز ہے۔کیونکہ قبضہ سے لونڈی میں ملکیت تام ہوگئی۔توبائع اور غیر بائع کے ہاتھ بیچنا یکساں ہے اور یہ ایسا ہوگیا جیسے اس نے ثمن اول کے برابر یاثمن اول سے زیادہ کے عوض یا کسی سامان کے عوض بیچا۔

ہماری (یعنی احناف کی دلیل نقلی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کافرمان ۔ہے ایک ایسی

خاتون سے متعلق جس نے آٹھ سو درہم کے عوض فروخت کر کے چھ سو کے عوض بیچا: تو نے بہت بری خرید وفروخت کی تو زید بن ارقم کو میرا پیغام پہنچا کہ اگر تو نے توبہ نہ کی تو تو نے جو کچھ حج اور جہاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا اللہ تعالی اس کو باطل کر دے گا۔

اور (اسکے عدم جواز پر دلیل عقلی یہ ہے کہ) ثمن (ابھی تک) بائع کے ضمان میں داخل نہیں ہوا، پھر جب بائع کو مبیع مل گئی اور مقاصہ واقع ہوا تو بائع کے لیے پانچ سو درھم باقی زاید رہے۔ حالانکہ یہ زیادتی بلاعوض ہے، برخلاف اسکے جب کہ سامان کے عوض فروخت کیا۔ کیونکہ زیادتی مجانسۃ کے وقت ظاہر ہوتی ہے۔ (ہدایہ۳/۵۹، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

لَمْ یَجُزْ شِرَاءُ الْبَائِعِ مَابَاعَ بِاَقَلَّ مِمَّابَاعَ قَبْلَ نَقْدِ الثَمَنِ...وَلاَنَّ الثَمَنَ لَمْ یَدْخُلْ فِی ضَمَانِہِ فَاِذَاوَصَلَ اِلَیْہِ الْمَبِیْعُ وَقَعَتْ الْمُقَاصَۃُ فَبَقِیَ لَہُ فَضْلٌ بِلا عِوَضٍ بِخِلَافِ مَا اِذَابَاعَ بِالْعَرْضِ لِاَنَّ الْفَضْلَ اِنَّمَایَظْھَرُ عِنْدَالْمُجَانَسَۃِ...وَاَمَّا شِرَاءُ الْبَائِعِ مِمَّن اشْتَرَی مِنْ مُشْتَرِیْہِ فَجَائِزٌ وِفَاقًا...وَقَیَّدَ بِمَابَاعَ لِاَنَّ الْمَبِیْعَ لَوْانتَقَصَ خَرَجَ اَنْ یَکُوْنَ شِرَاءَ مَابَاعَ فَیَکُوْنَ النَّقْصَانُ مِنْ الثَمَنِ فِی مُقَابَلَۃِ مَانَقَصَ مِنْ الْعَیْنِ سَوَاءٌ کَانَ النَّقْصَانُ مِنْ الثَمَنِ بِقَدْرِ مَانَقَصَ مِنھَا اَوْ بِاَکْثَر مِنْہُ...وَلَا بُدَّ اَن یَکُوْنَ النُقْصَانُ فِیْھَامِنْ حَیْثُ الذَّاتِ لِاَنَّ الْعَیْنَ لَوْنَقَصَتْ قِیْمَتُھَا بِتَغَیُرِ الْاَسْعَارِ لَمْ یَجُزْ الشِّرَاءُ بِالْاَقَلِّ لِاَنَّ تَغْیِیْرَ السِّعْرِ غَیرُ مُعْتَبَرٍ فِی حَقِّ الْاَحْکَامِ...وَاَطْلَقَ فِی الْاَقَلِّیَّۃِ فَشَمَلَ الْاَقَلَّ قَدْرًا،وَالْاَقَلَّ وَصْفًا فَلَوْبَاعَ بِاَلْفٍ نَسِیْئَۃً اِلَی سَنَۃٍ ثُمَّ اشْتَرَاہُ بِاَلْفٍ نَسِیْئَۃً اِلَی سِنَتَیْنِ فَسَدَ عِنْدَنَا.

بائع کو فروختہ چیز اسکی قیمت وصول کرنے سے قبل کم قیمت پر خریدنا جائز نہیں۔۔۔کیونکہ ثمن اسکی ضمان میں داخل نہیں ہوا اور مبیع جب اسے موصول ہوگی تو برابر واقع ہوگی (کم قیمت پر خریدنے کی صورت میں) بائع کے لیے زاید بلاعوض ہے (اور یہی زیادتی رباء ہے) بخلاف اس صورت کے جب سامان کے عوض فروخت کرے۔ کیونکہ زاید اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب مجانست ہو (یعنی بیع اول اور بیع ثانی میں ثمن ایک جنس کے ہوں)۔۔۔اور بائع کا مبیع مشتری ثانی سے (کم قیمت پر) خریدنا بالاتفاق جائز ہے۔

(علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ماتن نے اس مسئلہ کو۔بما باع کی قید سے

مقید کر کے (یہ صورت بھی واضح کردی کہ اگر) مبیع میں (مشتری کے ہاں) نقص پیدا ہوجائے تو اب وہ مبیع شراء مابا ع سے خارج ہوجائے گی۔لہذا ایسی مبیع (فرختہ ثمن کی مقدار سے کم خرید کرنے کی صورت میں) ثمن میں کمی اس عیب کے مقابلہ میں ٹھہرے گی جو عین میں پیدا ہو (اور ثمن میں کمی کرنے میں عموم ہے) خواہ بقدر عیب ہو یا اس سے زاید۔

(لیکن یہ واضح رہے جس نقصان کی وجہ سے بائع کو مبیع کم قیمت پر خریدنا جائز ہے اس میں یہ) ضروری ہے کہ مبیع میں نقصان اور عیب ذات کے اعتبار سے ہو۔کیونکہ عین کی قیمت میں اگر نرخ گرانی اور ارزانی کی وجہ سے ردوبدل ہوجائے تو پھر فروختہ قیمت سے کم قیمت پر خریدنا جائز نہیں ۔کیونکہ بھاؤ میں تبدیلی احکام کے حق میں نامعتبر ہے۔

علامہ ابن نجیم مصری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: ماتن نے اس مسئلہ میں اقلیت کو مطلق رکھا ہے لہذا اقلیت قدراوروصف کے لحاظ سے دونوں اقل کو شامل ہوگی۔(اس اطلاق سے یہ جزیہ بھی مستفاد ہوگا کہ) اگر بائع نے مبیع ایک سال کی میعاد پر ایک ہزار درہم کے عوض فروخت کی پھر وہی مبیع (اسی مشتری سے) ایک ہزار کے عوض دو سال کی مدت تک (قرض پر) خرید لی تو ایسی بیع بھی ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک فاسد ہوگی۔ (بحرالرائق،۶/۱۳۶،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

...اَلْخُلُوُّ مِنْ شُبْهَةِ الرِّبَا لِاَنّ الشُّبْهَةَ مُلْحَقَةٌ بِالْحَقِيْقَةِ فِي بَابِ الْحُرُمَاتِ احْتِيَاطًا،وَاَصْلُهُ مَارُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ اَنّهُ قَالَ لِوَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ:(اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ،وَبَيْنَهُمَا اُمُوْرٌ مُشْتَبِهَاتٌ،فَدَعْ مَايَرِيْبُكَ)وَعَلَى هٰذَايَخْرُجُ مَااِذَابَاعَ رَجُلٌ شَيْأً نَقْدًا اَوْ نَسِيْئَةً،وَقَبَضَهُ الْمُشْتَرِيْ وَلَمْ يَنْقُدْ ثَمَنَهُ اَنّهُ لَايَجُوْزُ لِبَائِعِهِ اَنْ يَشْتَرِيَهُ مِنْ مُشْتَرِيهِ بِاَقَلّ مِنْ ثَمَنِهِ الّذِيْ بَاعَهُ مِنْهُ عِنْدَنَا،وَعِنْدَ الشَّافِعِيّ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَجُوْزُ.(وَجْهُ)قَوْلِهِ اَنّ هٰذَا بَيْعٌ اِسْتَجْمَعَ شَرَائِطَ جَوَازِهِ،وَخَلَاعَنِ الشُّرُوْطِ الْمُفْسِدَةِ اِيَاهُ ،فَلَامَعْنَى لِلْحُكْمِ بِفَسَادِهِ، كَمَااِذَااشْتَرَاهُ بَعْدَ نَقْدِالثّمَنِ.

ربا کے شبہ سے خالی ہونا بھی ضروری ہے۔کیونکہ احتیاط اسی میں ہے کہ حرمات کے باب میں شبہ ملحق بالحقیقت ہے۔اوراس کی دلیل وہ حدیث پاک ہے جو رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے مروی

ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے فرمایا، حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی ۔اور ان دونوں کے درمیان امور مشتبہات ہیں لہذا جو چیز تجھے شک میں مبتلا کرے اسے چھوڑ دو۔

اور اسی سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ ایک آدمی نے نقد یا ادھار پر کوئی چیز فروخت کی اور مشتری نے اس پر قبضہ کرلیا مگر قیمت نقد نہ دی تو پھر بائع کے لیے اس مشتری سے وہی مبیع فروختہ ثمن سے کم پر خریدنا ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک جائز نہیں ہے۔اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے۔ ایسی مبیع کی خریداری کے جواز کی دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یہ پیش کرتے ہیں۔چونکہ یہ بیع اپنے جواز کی تمام شرائط کو جامع ہے اور شرائط مفسدہ سے خالی ہے لہذا اس کے فساد کے حکم کا کوئی معنی نہیں جیسا کہ بائع مبیع کے ثمن نقد (وصول کرنے کے بعد) خرید لے۔ (بدائع الصنائع ۴/۴۲۶، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ عنوان بالا کے تحت مزید ممکنہ صورتیں لکھتے ہیں۔

۱۔ وَلَو اشْتَرَی مَابَاعَ بِمِثْلِ مَابَاعَ قَبْلَ نَقْدِالثّمَنِ جَازَ بِالْاِجْمَاعِ لِا نْعِدَامِ الشُّبْهَةِ،وَكَذَالَوْ اشْتَرَاهُ بِاَكْثَرِمِمّابَاعَ قَبْلَ نَقْدِالثّمَنِ،وَلاَنّ فَسَادَ الْعَقْدِمَعْدُوْلٌ بِهِ عَنْ الْقِيَاسِ،وَاِنّماعَرَفْنَاهُ بِالْاَثَرِ،وَالْاَثَرُ جَاءَ فِي الشِّرَاءِ بِاَقَلّ مِنْ الثّمَنِ الْاَوّلِ،فَبَقِيَ مَاوَرَاءَهُ عَلَى اَصْلِ الْقِيَاسِ،

اور بائع نے جتنے ثمن کے عوض مبیع ادھار فروخت کی تھی اگر ثمن وصول کرنے سے قبل اتنے ثمن میں واپس خرید لے تو بالاجماع جائز ہے۔کیونکہ شبہ ربا نہیں ہے ۔اور اسی طرح جتنے ثمن سے مبیع فروخت کی تھی نقد ثمن سے قبل اگر ان ثمن سے زاید ثمن کے عوض خرید لے تو پھر بھی جواز ہے۔کیونکہ ایسے عقد (یعنی شراء ما باع باقل ممابا‏ع قبل نقد الثمن) کا فاسد ہونا خلاف قیاس ہے مگر اسکا فساد حدیث سے معلوم ہوا ہے اور حدیث ثمن اول سے کم خریدنے کے متعلق وارد ہوئی ہے مثل ثمن اول یا اکثر سے متعلق وارد نہیں ہوئی ۔لہذا یہ دونوں صورتیں اس کے ماوراء ہیں تو قیاس کی رو سے اس میں جواز ہے۔(چونکہ مبیع فروختہ ثمن سے زاید یا مساوی خریدنے سے متعلق غیر منصوص علیہ ہے اور نہ اس میں شبہ ءِ ربا ہے ،تعامل ،دفعِ حرج اور مانعِ شرعی نہ ہونے کے وقت اشیاء میں اصل اباحت ہے تو ان اصول کے تحت مندرجہ دونوں صورتوں میں جواز ہے)۔

۲۔ هَذَااِذَااشْتَرَاهُ بِجِنْسِ الثّمَنِ الْاَوّلِ،فَاِنْ اشْتَرَاهُ بِخِلَافِ الْجِنْسِ جَازَ،لِاَنّ الرِّبَالَایَتَحَقّقُ عِنْدَ اخْتِلَافِ اِلّافِی الدّرَاهِمِ وَالدّنَانِیرِ خَاصّةً اسْتِحْسَانًا

ثمن اول سے کم ثمن کے عوض بائع کو مبیع خریدنا اس وقت ناجائز ہے جب ثمنِ اول کی جنس سے خریدے۔اگر ثمنِ اول کی غیر جنس سے خریدے تو پھر جواز ہے۔کیونکہ اختلاف جنس کے وقت رباء کا تحقیق نہیں ہوتا مگر دراہم ودنانیر میں خصوصیت کے ساتھ استحسانا ثابت ہوجاتا ہے۔

۳۔ وَلَوْتَعَیّبَ الْمَبِیْعُ فِی یَدِالْمُشْتَرِیْ فَبَاعَهُ مِنْ بَائِعِهِ بِاَقَلّ مِمَا بَاعَهُ جَازَ،لِاَنّ نُقْصَانَ الثّمَنِ یَکُوْنُ بِمُقَابَلَةِ نُقْصَانِ الْعَیْبِ،فَیَلْتَحِقُ النُّقْصَانُ بِالْعَدْمِ کَاَنّهُ بَاعَهُ بِمِثْلِ مَااشْتَرَاهُ،فَلَاتَتَحَقّقُ شُبْهَةُ الرِّبَا۔

مبیع مشتری کے پاس اگر عیب دار ہوجائے اور پھر مشتری مبیع بائع کو اقل قیمت پر فروخت کردے تو جائز ہے۔کیونکہ ثمن میں کمی (مبیع میں پیدا ہونے والے عیب کے) نقصان کے مقابلہ میں ہوگی۔تو(ثمن میں) نقصان (مبیع کے کچھ حصہ اور اجزاء کے) عدم کے ساتھ لاحق ہوگا۔تو گویا کہ مشتری نے مبیع کو جس کی مثل خریدا تھا اسی کے عوض فروخت کردیا تو اس طرح سود کا شبہ نہیں ہوگا۔۔

۴۔ وَلَوْ خَرَجَ الْمَبِیْعُ مِنْ مِلْکِ الْمُشْتَرِیْ فَاشْتَرَاهُ الْبَائِعُ مِنَ الْمَالِکِ الثّانِی بِاَقَلّ مِمّا بَاعَهُ قَبْلَ نَقْدِالثّمَنِ جَازَ،لِاَنّ اخْتِلَافَ الْمِلْکِ بِمَنْزِلَةِ اخْتِلَافِ الْعَیْنِ فَیَمْنَعُ تَحَقُّقَ الرِّبَا۔........ فروختہ چیز خریدارِ اول کے ملک سے اگر نکل جائے،پھر بائع مالک ثانی سے فروختہ چیز بیچی ہوئی قیمت سے کم قیمت پر نقد ثمن سے قبل خریدلے تو جائز ہے۔کیونکہ تبدلِ ملک تبدلِ عین کے بمنزل ہے لہذا اس جیسی صورت کے مطابق رباء بھی ثابت نہیں ہوگا۔(بدائع الصنائع ۴/۴۲۷،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ کمال الدین ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَمَنِ اشْتَرَی جَارِیَةً بِاَلْفِ دِرْهَمٍ حَالّةً اَوْ نَسِیْئَةً فَقَبَضَهَا ثُمّ بَاعَهَا مِنْ الْبَائِعِ قَبْلَ نَقْدِالثّمَنِ بِمِثْلِ اَوْاَکْثَرَجَازَوَاِنْ بَاعَهَا مِنْ الْبَائِعِ بِاَقَلّ لَایَجُوْزُ عِنْدَنَا...وَقَیّدَبِقَوْلِهِ:نَقَدَالثّمَنَ.لِاَنّ مَابَعْدَهُ یَجُوْزُبِالْاِجْمَاعِ بِاَقَلّ مِنْ الثّمَنِ،وَکَذَالَوْبَاعَهُ بِعَرْضٍ قِیْمَتِهِ اَقَلّ مِنْ الثّمَنِ(وَقَالَ الشّافِعِیُّ رَحِمَهُ اللهُ یَجُوْزُ) کَیْفَمَاکَانَ.

جس شخص نے ہزار درہم نقد یا ادھار کے عوض لونڈی خریدی،پھر اس نے اس پر قبضہ

کرلیا،اس کے بعد ثمن ادا کرنے سے قبل لونڈی بائع کو مثلِ ثمنِ اول یا اس سے زائد کے عوض بیچ دی تو جائز ہے۔ البتہ ثمن اول سے کم کے عوض فروخت کی تو ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک جائز نہیں ہے۔مزید برآں لکھتے ہیں کہ ماتن نے اپنا قول نقد ثمن سے اس لیے مقید کیا ہے کیونکہ ثمن ادا کرنے کے بعد ثمن اول سے کم کے عوض مبیع بالاتفاق خریدنا جائز ہے۔اور یونہی ثمن کی قیمت سے کم قیمت سامان کے عوض بیچنا (خریدنا) جائز ہے(کیونکہ اختلاف جنس سے رباء متحقق نہیں ہوتا)اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔بہرصورت جائز ہے۔(فتح القدیر،۶/۳۹۷،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

عنوان بالا کے ذیل میں علامہ کمال الدین ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں:

۱۔ ...بِخِلَافِ مَالَوْ بَاعَهُ الْمُشْتَرِي مِنْ غَيْرِ الْبَائِعِ فَاشْتَرَاهُ الْبَائِعُ مِنْهُ لِاَنّ اخْتِلَافَ الْاَسْبَابِ يُوْجِبُ اخْتِلَافَ الْاَعْيَانِ حُكْمًا.

بخلاف اس صورت کے مشتری غیر بائع کے ہاتھ مبیع فروخت کردے،پھر بائع مشتری ثانی سے مبیع (کم قیمت وغیرہ پر خرید لے تو ایسا جائز ہے) کیونکہ اسباب کا اختلاف اعیان کے اختلاف کا حکماً موجب ہے۔

۲۔ ...وَكَذَالَوْدَخَلَ فِي الْمَبِيْعِ عَيْبٌ فَاشْتَرَاهُ الْبَائِعُ بِاَقَلّ...

اوراسی طرح مبیع اگر عیب دار ہوجائے تو بائع اسے (ثمن اول سے) کم ثمن کے عوض خرید سکتا ہے۔

۳۔ ...حَتّى لَوْكَانَ النّقْصَانُ نُقْصَانَ سِعْرٍفَهُوَ غَيْرُ مُعْتَبَرٍ فِي الْعُقُوْدِ.

مبیع کی قیمت اور بھاؤ میں کمی کی وجہ سے اگر کم ہوجائے تو پھر بھی بائع کو مثل ثمن اول سے کم ثمن کے عوض خریدنا جائز نہیں ہے۔کیونکہ (نرخ اور ریٹ میں اتار اور چڑھاؤ) عقود میں نا معتبر ہے۔

۴۔ ...اِذَااشْتَرَاهُ بِجِنْسٍ آخَرَغَيْرَ الثّمَنِ جَازَ

ثمن اول کی جنس کے علاوہ (کسی اور چیز کو ثمن ٹھہرایا جس کی قیمت ثمن اول سے گو بہت مختلف ہے)اور اس کے عوض خریدا تو پھر جواز ہے۔(فتح القدیر،۶/۳۹۹،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ جلال الدین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَمَنِ اشْتَرَى جَارِيَةً بِاَلْفِ دِرْهَمٍ حَالّةً اَوْ نَسِيْئَةً فَقَبَضَهَا ثُمّ بَاعَهَا مِنَ الْبَائِعِ بخمسمائةٍ قَبْلَ نَقْدِالثّمَنِ فَالْبَيْعُ الثّانِيْ فَاسِدٌخِلَافًالِلشّافِعِيّ هُوَ يَقُوْلُ الْمِلْكُ قَدْتَمّ فِيْهِ بِالْقَبْضِ وَالتّصَرّفِ فِيْهِ جَائِزٌ مَعَ غَيْرِالْبَائِعِ فَكَذَامَعَهُ

جس شخص نے ہزار درہم نقد یا ادھار کے عوض لونڈی خریدی پھر اس نے اس پر قبضہ کرلیا،اس کے بعد ثمن ادا کرنے سے قبل لونڈی بائع کو پانچ سو درہم کے بدلے بیچ دی تو بیع ثانی فاسد ہوگی۔لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس کے خلاف ہیں وہ فرماتے ہیں۔کہ ایسی بیع میں مشتری کے قبضہ سے ملک تام ہو چکا ہے تو اسے غیر بائع کے علاوہ کے ساتھ مبیع میں تصرف جب جائز ہے تو بائع کے ساتھ بھی جائز ہے۔(کفایہ مع فتح القدیر،۶/۳۹۷،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ صاحب،،شراء ماباع،،کی بھی صورتوں میں تنوع کے پیش نظر لکھتے ہیں:

وَحَاصِلُ ذٰلِکَ اَنَّ شِرَاءَ مَابَاعَ لَایَخْلُوْ مِنْ اَوْجُهٍ،اِمَّااَنْ یَکُوْنَ مِنَ الْمُشْتَرِیْ بِلاوَاسِطَةٍاَوْ بِوَاسِطَةِ شَخْصٍ اٰخَرَ وَالثَّانِی جَائِزٌ بِالْاِتِّفَاقِ مُطْلَقًا:اَعْنِی سَوَاءً اِشْتَرَی بِالثَّمَنِ الْاَوَّلِ اَوْبِاَنْقَصَ اَوْبِاَکْثَرَ بِالْعِرْضِ.وَالْاَوَّلُ اِمَّا اَنْ یَکُوْنَ بِاَقَلَّ اَوْ بِغَیْرِہٖ،وَالثَّانِی بِاَقْسَامِهٖ جَائِزٌ بِالْاِتِّفَاقِ،وَالْاَوَّلُ مُخْتَلَفٌ فِیْهِ.فَالشَّافِعِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ جَوَّزَهٗ قِیَاسًا عَلَی الْاَقْسَامِ الْبَاقِیَةِ،وَبِمَا اِذَابَاعَ مِنْ غَیْرِ الْبَائِعِ فَاِنَّهٗ جَائِزٌاَیْضًا بِالْاِتِّفَاقِ،وَنَحْنُ لَمْ نُجَوِّزْهُ بِالْاَثَرِ وَالْمَعْقُوْلِ.

بائع مشتری سے مبیع بغیر واسطہ کے خریدے گا یا کسی آدمی کے واسطہ سے خریدے گا۔واسطہ سے بالاتفاق مطلقا خریدنا جائز ہے۔خواہ ثمن اول کے برابر یا کم،زاید،سامان کے عوض خریدے۔اگر مشتری ثانی کے واسطہ کے بغیر خود خریدا تو اسکی بھی دوصورتیں ہیں۔ثمن اول سے کم ثمن کے عوض خریدے گا یا نہیں۔ثمن اول کے برابر خریدے یا زائد سے تو یہ صورت بالاتفاق جائز ہے۔ البتہ ثمن اول سے کم کے عوض خریدے تو ایسی صورت مختلف فیہ ہے۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اقسام باقیہ اور مبیع غیر بائع کو فروخت کرنے کے بالاتفاق جواز پر قیاس کرتے ہوئے جائز قرار دیتے ہیں اور ہم (ائمہ احناف)دلائل عقلی اور نقلی کی بنیاد پر اسے جائز نہیں سمجھتے۔(ایضاً)

نئی کتاب ....ایک طالب علم کی

سفری یادداشتیں

نوراحمد شاہتاز

ناشر: اسکالرز اکیڈمی کراچی ...... ہر اچھے بکسٹال پر دستیاب ہے۔